Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?

Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.

For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact us through Whatsapp on following numbers

+92-348-8709449

بٹیا نہ کیجو

ہما بیگ

الارم کی آواز نے اسے بری طرح چونکا دیا تھا۔
"بند کرو یہ شور...... آخر کب تک سوتی رہو گی۔"
عامر نے غصے سے بیوی کو جھنجوڑا۔
"سوری، سوری بس اٹھ گئی۔ ابھی تو فجر کی نماز پڑھ کر لیٹی تھی۔" عمرانہ نے کسمسا کر گھڑی دیکھی۔
"میرے خدا چھ بج گئے! بچوں جلدی سے اٹھو تیار ہو، اسکول کی بس نہ نکل جائے۔" بچوں کو آواز دیتی ہوئی وہ باورچی خانے میں آگئی۔ ساتھ، ساتھ کھلے

بالوں کو لپیٹتے ہوئے جوڑا بنالیا تھا۔ ایک چولھے پر چائے کا پانی رکھا، دوسرے پر دودھ رکھا اور فریج سے انڈے نکالے ٹوسٹر میں توس ڈالے۔ وہ جلدی، جلدی کررہی تھی۔ دس سالہ عنبرین نے باورچی خانے میں آکر ماں کی مدد کرنا شروع کردی۔ انڈے تلے جا چکے تھے۔ جلدی، جلدی توس پہ مکھن اور جام لگایا اور کپ میں چائے نکال کر بہن اور پانچ سالہ بھائی کو دی، ساتھ، ساتھ اپنا بھی ناشتا کرلیا۔ اتنی دیر میں عمرانہ نے بچوں کے لنچ باکس تیار کر کے بیگ میں رکھ دیے تھے۔ یونیفارم تو رات کو ہی استری کر کے ہینگر پر لٹکا دیتی تھی۔ بچوں کے جوتے، موزے بھی تیار رکھے ہوتے تھے۔ ابھی وہ ناشتے کے آخری مراحل میں تھے کہ بس کا ہارن بج گیا۔ بھاگتے ہوئے تینوں بچوں نے ماں کو اللہ حافظ کہا اور اسکول روانہ ہوگئے۔ بچوں کو رخصت کر کے اس نے اپنے لیے چائے بنائی اور عامر کے لیے پراٹھے کا آٹا گوندھنے لگی۔ ایک طرف پراٹھا اور دوسری طرف اس کے لیے آملیٹ فرائی کرلیا۔ گھڑی کی طرف دیکھا تو ساڑھے سات بج چکے تھے۔ اب اتنا ٹائم نہیں تھا کہ وہ ناشتا کرتی یا برتن دھوتی۔ الماری سے ایک جوڑا نکال کر بغیر استری کیے ہی پہن کر اس نے عامر پر ایک نظر ڈالی آج وہ اپنے کپڑے پریس نہیں کرپائی تھی۔ عامر تو مزے سے سورہا تھا۔ ایک آہ بھر کر وہ... تیزی سے گھر لاک کر کے بس اسٹاپ کی طرف چل پڑی۔

''روز بروز رش بڑھتا ہی جارہا ہے، یا اللہ آج پھر اسکول دیر سے پہنچنے پر پرنسپل سے ڈانٹ پڑے گی، کیا کروں کیا نہ کروں......'' عمرانہ دل ہی دل میں خود کو برا بھلا کہتے ہوئے بس کے انتظار میں کھڑی ہوگئی۔ خوش قسمتی سے اس کے روٹ کی بس جلدی آگئی اور وہ دھکے کھاتی اور دھکے دیتی بس میں سوار ہوگئی۔

''خالہ، باجی، اماں اب کرایہ!'' کنڈیکٹر نے آواز لگائی۔

''ارے سانس تو لینے دو بھیا۔'' ایک خاتون نے کہا۔

''اللہ کرے آج میڈم دیر سے اسکول آئیں۔'' دل ہی دل میں وہ دعا مانگتے ہوئے جیسے ہی اسکول میں داخل ہوئی، سامنے ہی مسز ریحانہ سعید اسکول کی اونر اپنی گاڑی سے اتر رہی تھیں۔

''عمرانہ یہ وقت ہے آپ کے آنے کا... بریک میں آکر مجھ سے مل لیجیے گا۔''

رشتے میں تو وہ عمرانہ کی پھوپی لگتی تھی اور عمرانہ کے والد نے ہی ایک زمانے میں ان کے اور ان کے بچوں کے تعلیمی اخراجات اٹھائے تھے مگر وہ خاصی... بدلحاظ واقع ہوئی تھیں۔

ان کا غصہ دیکھ کر عمرانہ کی تو گویا جان ہی نکل گئی۔ گلا خشک ہوگیا۔ وہ خاصی گرم مزاج واقع ہوئی تھیں۔ شاذ و نادر ہی مسکراتی تھیں۔ شادی کے کئی سال بعد ان کے حالات بدلنے شروع ہوئے تو دولت مندی کا غرور سر چڑھ کر بولنے لگا۔ کچھ انسان پتھر جیسے ہوتے ہیں اور کچھ اتنے پیارے، نرم و نازک کہ اچھی نگاہ جیسے ہی ان پر پڑے محبت اور خلوص کا پیغام دے جاتے ہیں۔ دل کو اطمینان سے بھر جاتے ہیں اور کچھ ایسے کہ انہیں دیکھتے ہی سکون و خوشی کے سارے راستے بند ہوجاتے ہیں۔ میڈم ریحانہ بھی کچھ ایسی ہی تھیں۔

''اب کیا ہوگا...... ضرور آدھے دن کی تنخواہ کاٹ لیں گی۔ صرف دس منٹ دیر ہوئی ہے، باتیں بھی سنائیں گی۔'' جل تو جلال تو ورد کرتے ہوئے وہ اپنی کلاس کی طرف چل دی۔ سامنے سے کمپیوٹر کے ٹیچر آرہے تھے۔ اگرچہ خاصی عمر کے تھے مگر ہر خاتون کو لائن مارنے سے باز نہیں آتے تھے۔ عمرانہ کو انہوں نے مخصوص مسکراہٹ سے نوازا۔

''آج تو آپ بہت فریش لگ رہی ہیں، صبح سے آپ کو دیکھا نہیں تھا تو ہر چیز پھیکی، پھیکی سی لگ رہی تھی، خیریت تو ہے دیر کیوں ہوگئی؟'' انہوں نے معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ عامیانہ سستے جملے بولے۔

"جی سر شکیل سب خیریت ہے، رش بہت تھا، اب آپ مجھے راستہ دیں، پہلے ہی لیٹ ہوگئی ہوں' میڈم غصے میں ہیں ابھی راؤنڈ پر آرہی ہیں۔" عمرانہ نے چڑ چڑا کر جواب دیا۔" آپ بھی ہوشیار ہوجائیں۔"

کلاس میں بچوں کو سلام کا جواب دے کر وہ پڑھانے میں مصروف ہوگئی۔ ہوش اس وقت آیا جب بریک کی گھنٹی بجی۔ اس کے ساتھ ہی بھوک کا احساس ہوا، صبح سے کچھ نہیں کھایا تھا۔

"اوہ، میڈم نے بریک میں بلایا تھا۔" ان کی ناراضی کا خیال آتے ہی جیسے ہر احساس پر خوف حاوی ہوگیا، اگر انہوں نے نوکری سے نکال دیا تو کیا ہوگا؟

باہر نکلتے ہی فزکس کے سر صمد مل گئے۔

"ارے عمرانہ کہاں ہوتی ہیں آپ؟ ہم تو آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے ترس گئے۔ کبھی تو ہمارے لیے بھی وقت نکالا کریں۔ ایک ہی جگہ رہتے ہوئے ملاقات نہیں ہوتی کسی دن لنچ پر ایک ساتھ چلتے ہیں۔" انہوں نے حریصانہ نظروں سے عمرانہ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ان کی بات سن کر عمرانہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر غصے سے ان کی طرف دیکھا۔

"آپ کی بیگم اور بچے خیریت سے ہیں؟ بڑی بیٹی کی شادی ہونے والی ہے ناں آپ کی... صمد صاحب میں اپنے شوہر اور بچوں کے علاوہ کسی کے ساتھ باہر نہیں جاتی۔ جہاں تک ملاقات کا تعلق ہے تو ہم سب یہاں نوکری کرنے آتے ہیں، شغل میلہ کرنے نہیں۔ اور ہمارے کندھوں پر بہت بڑی ذمے داری ہے بچوں کی تعلیم و تربیت کی...... اگر ہم ایسی ویسی حرکتیں کریں گے تو ان پر کیا اثر پڑے گا۔ وہ کیا سیکھیں گے، اخلاقی ذمے داریاں بھی کچھ ہوتی ہیں۔" وہ شدید تلملا کر بولی۔

عمرانہ، سر صمد کو اچھا انسان سمجھتی تھی لیکن آج اسے احساس ہوا کہ اچھے لوگ اور ان کی اچھی باتیں صرف خوابوں اور خیالوں میں ہی ہوتی ہیں۔ عملی زندگی میں ان کا کیا عمل دخل...... اس کی طبیعت سخت مکدر ہوئی۔ وہ سر جھٹک کر میڈم کے روم میں ہلکی سی دستک دے کر داخل ہوگئی۔

میڈم ٹیلیفون پر کسی سے باتوں میں مصروف تھیں۔ انہوں نے نہ تو عمرانہ کے سلام کا جواب دیا نہ ہی اسے بیٹھنے کو کہا، وہ سر جھکائے مجرموں کی طرح کھڑی رہی۔ فون بند کر کے وہ اپنے سامنے رکھے فیشن میگزین کی ورق گردانی کرنے لگیں۔ عمرانہ نے کھنکھار کر اپنے ہونے کا احساس دلایا۔

"عمرانہ آپ کام سنجیدگی سے نہیں کر رہیں، آپ کی کئی شکایتیں مجھے ملی ہیں۔ روز لیٹ ہوجاتی ہیں، بچوں کے ہوم ورک اور کلاس ورک کی کاپیاں وقت پر چیک نہیں کرتیں، رپورٹ کارڈز بھی آپ نے لیٹ کر دیے تھے۔ اور یہ کپڑے جو آپ پہنتی ہیں نہ جانے کس زمانے کے ہیں، نئے فیشن کا اگر نہیں ہے تو کم از کم ان کو استری تو کرلیا کریں، والدین سب سے پہلے ٹیچر کا گیٹ اپ دیکھتے ہیں، آپ کی کلاس کی بچی کے والد بھی آپ کی شکایت کر رہے تھے کہ آپ نے ان سے اچھی طرح بات نہیں کی۔"

"آئی ایم سوری میڈم، آج مجھے دیر ہوگئی۔" اس نے ہمت مجتمع کی اور کہا۔ "میرا سارا کام وقت پر ہوتا ہے، اسکول میں میری کلاس کا رزلٹ سب سے اچھا ہوتا ہے۔ ٹاپ کرتے ہیں میرے شاگرد...... رہے میرے کپڑے تو میں سمجھتی ہوں کہ ایک استاد کو سادگی اختیار کرنی چاہیے، وہ بچوں کا آئیڈیل ہوتا ہے، میرے نزدیک جن ویلیوز کی آپ بات کر رہی ہیں وہ ظاہری ہیں، ان میں پائیداری نہیں ہوتی۔ حقیقی ویلیو تو بنتی ہیں آپ کے رویے اور اخلاق سے۔ یہی باتیں اور یہی تربیت ہمیں آنے والی نسل کو سکھانی ہے۔ اور رہی بات اس بچی کے والد کی تو میڈم وہ مجھ سے باہر ملاقات کرنا چاہ رہے تھے، میرے منع کرنے پر ناراض ہو کر آپ سے شکایت کر دی۔"

"بہت اچھی تقریر کر لیتی ہو...... یہ تمہاری کلاس

نہیں ہے، مجھے ویلیوز سکھانے کی کوشش نہ کرو، آخری چانس دے رہی ہوں، آئندہ گیٹ آؤٹ کردوں گی۔ آٹھ ہزار روپے کمانے والی، لنڈے بازار کے کپڑے پہننے والی اب مجھے ویلیوز سکھائے گی۔''

اپنی بے عزتی پر عمرانہ کا دل خون کے آنسو رونے لگا۔ مگر ان آنسوؤں کو اس نے پلکوں تک نہیں آنے دیا۔ وہ کسی کے سامنے اپنے آپ کو کمزور نہیں ثابت کرنا چاہتی تھی۔ دل تو چاہا نوکری چھوڑ کر چلی جائے مگر وہ جذبات میں آکر غلط فیصلہ نہیں کرسکتی تھی۔ دنیا کے سامنے ہارنا نہیں چاہتی تھی اسے اپنے بچوں کا مستقبل سنوارنا تھا جو اس کے شوہر کی تنخواہ اور شاہ خرچی کے سامنے ناممکن تھا۔ کوئی سمجھدار کب آسانی سے خوابوں سے ہاتھ دھونا پسند کرتا ہے جبکہ اسے جیتنا تھا، اس کے سامنے ایک واضح مقصدِ حیات تھا۔ وہ اپنی ساری زندگی انہی خوابوں کو دیکھنے اور سنوارنے میں لگا رہی تھی۔

ایک کپ چائے ہی مل جاتی تو کتنا اچھا تھا۔ مگر بریک ختم ہونے میں کچھ ہی دیر تھی اور آج مہینے کی آخری تاریخ تھی۔ اگر آج تنخواہ نہیں ملی تو گزارہ مشکل ہوجائے گا، واپسی کا بس کا کرایہ بھی بہ مشکل نکلے گا۔ کولر سے دو گلاس پانی پی کر وہ کلاس کی طرف چل دی۔

☆☆☆

''آج تنخواہ مل رہی ہے، مس عمرانہ چھٹی کے بعد میرے آفس میں آکر رقم لے لیجیے گا۔'' آفس کلرک نے چپکے سے عمرانہ کے پاس آکر کہا۔ وہ اپنے مسائل میں گم تھی کہ اچانک کلرک کی آواز سن کر اچھل پڑی۔

''حد کرتے ہیں آپ بھی، ڈرا دیا مجھے۔'' عمرانہ نے غصے سے کہا۔

''موقع تو دیں آپ کو خوش بھی کردیں گے۔'' عامیانہ انداز میں کلرک صاحب بولے۔

بغیر جواب دیے عمرانہ اپنے راستے پر چل پڑی۔ تنخواہ ملنے کی خبر سن کر سارے دن کی بدمزگی ذہن سے محو ہوتی گئی۔

تنخواہ دیتے ہوئے کلرک صاحب نے اس کے ہاتھ کو چھونے کی کوشش کی۔ عمرانہ نے خشمگیں نظروں سے انہیں گھورا اور باہر نکل آئی۔ دو دن لیٹ آنے پر میڈم نے اس کی تنخواہ کاٹ لی تھی۔ وہ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی۔ سب تلخ باتیں بھلا کر وہ پروگرام بنانے لگی کہ اس مہینے وہ بچوں کے لیے ضرورت کی کون، کون سی چیز لے سکے گی۔

گھر پہنچ کر اس نے حسبِ معمول آلو ابلنے چولھے پر رکھے۔ پکانے کے لیے اور کچھ نہیں تھا۔ آلو کے پراٹھے چائے کے ساتھ چل جائیں گے۔

تھوڑی دیر میں اس کے جگر گوشے اسکول سے آگئے۔ عمرانہ کے چاروں طرف رنگ ہی رنگ بکھر گئے۔ سب کو باری، باری سینے سے لگا کر پیار کیا۔ پڑھائی کے بارے میں پوچھا۔ تینوں بچے اپنی، اپنی روداد سنانے لگے۔

''اب اچھے بچوں کی طرح کپڑے بدلو، یونیفارم ہینگر میں صحیح طرح لٹکاؤ۔ مزے کے آلو پراٹھے بنے ہیں، اچار کے ساتھ کھائیں گے۔'' وہ روز انہیں یونیفارم اور جوتوں کے متعلق ہدایات دیتی کھانے کے لیے بلاتی تھی۔

''امی آپ روزانہ یہی پکاتی ہیں یا دال، چاول کوئی نئی ڈش بھی تو بنایا کریں۔ میرے دوست کی امی روز نئی، نئی ڈش بناتی ہیں اور اسکول کے لیے بھی روز نئی ڈشز اور پیسے بھی دیتی ہیں۔'' بیٹے نے ماں سے شکایتی انداز میں کہا۔ لڑکیاں تو بچپن سے ہی صابر اور سمجھدار ہوتی ہیں مگر یہ لڑکے اکلوتے لاڈلے منتوں، مرادوں سے پیدا ہونے والے، بیٹے کی بات سن کر عمرانہ کا دل ٹکڑے، ٹکڑے ہوگیا۔ اس نے اپنے آنسو کامیابی سے چھپاتے ہوئے بیٹے کو گود میں اٹھا کر ماتھے پر پیار کیا۔

''سوری ہینڈسم بوائے اب میں اپنے بیٹے کے لیے روز ہی نئی ڈش بناؤں گی۔ اسکول سے واپس آکر ٹائم کم ہوتا ہے ناں۔'' عمرانہ نے الزام اپنے ہی سر

لے لیا۔
کھانے کے دوران بچے ہنسی مذاق کرتے رہے اور وہ سوچتی رہی کہ تنخواہ سے وہ اس دفعہ اور کچھ نہیں کرے گی بس بچوں کو اچھے، اچھے کھانے پکا کر کھلائے گی۔ وہ تنخواہ جو اسے لوگوں کی حریص نظریں برداشت کرنے اور ذلیل ہونے کے عوض ملی تھی۔ ٹیلیفون کی گھنٹی نے اس کو خوابوں کی دنیا سے حقیقت کی دنیا میں پہنچادیا۔

"سوئٹ ہارٹ اب اٹھ جائیں شام ہوگئی ہے، کتنا سوئیں گی۔" دوسری طرف عامر تھا۔ سوئٹ ہارٹ کا لفظ سن کر عمرانہ کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی۔

"عامر میں سو نہیں رہی تھی کام کر رہی تھی۔ بچوں کو اسکول کا کام دے کر سارے برتن دھوئے، جھاڑو پوچا کیا، اب کپڑے دھونے شروع کیے ہیں۔" عمرانہ نے اپنے لہجے کو نارمل رکھنے کی کوشش کی۔

"بیگم آپ کچھ زیادہ ہی کام کا رونا نہیں رونے لگی ہیں۔ یار کام سب کرتے ہیں، میں بھی آفس میں کام ہی کر رہا ہوں، یہ بتاؤ تنخواہ ملی؟"

"تو اس لیے..." "سوئٹ ہارٹ!" جی مل گئی ہے، آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

"ایسا کرو شاباش، بھاگ کر قریب والی مارکیٹ سے چار مرغیوں کے تکے بنوالو اور کبابوں کے لیے قیمہ بھی لے آؤ اور رات کے لیے زبردست سا کھانا تیار کرلو۔ میرے کچھ دوست آرہے ہیں۔" حکم نامہ صادر ہوگیا۔

عمرانہ کو اچھی طرح اندازہ تھا کہ شوہر کے ساتھ دکھ اور سکھ دونوں مواقع پر اظہار کے لیے الفاظ ہمیشہ ہی مختلف، بہتر اور خاص ہونے چاہئیں اور جب ایسا شوہر ہو جسے نہ سننے کی عادت ہی نہ ہو۔

"دیکھیں عامر، آج آپ کے دوستوں کے کھانے پر میری ساری تنخواہ خرچ ہوجائے گی۔ باقی پورا مہینہ کیسے گزرے گا...... میں نے بچوں سے وعدے کیے ہیں...... سردیاں شروع ہونے والی ہیں،

ڈیوٹی

جان!
مجھے بہت افسوس ہے
تم سے ملنے شاید اس ہفتے بھی نہ آ سکوں گا
بڑی اہم مجبوری ہے!
جان! تمہاری مجبوری کو
اب تو میں بھی سمجھنے لگی ہوں
شاید اس ہفتے بھی
تمہارے چیف کی بیوی تنہا ہوگی

انتخاب: خوشبو، از پروین شاکر
مرسلہ: رفعت مبین رفی۔ یو ایس اے

صرف پیا

سنہری شام کا منظر
ہماری آنکھ کو
کسی کا
منظر بناتا ہے
تمہاری یاد سے دل کو
جلاتا ہے
سنہری شام کے ہر منظروں میں
تم کو اپنے ساتھ رکھنے کی
میں عادی ہوچکی ہوں اب
مرا دل تمہارے قدموں تلے
آنے والی کلیوں میں
بھٹکتا ہے
تمہارے بن میری سانس
سینے میں اٹکتی ہے

شاعرہ: شہزادی کائنات یونس۔ کراچی